امام احمد رضا

اور

اصلاح معاشرہ

تالیف

محمد قمرالزماں مصباحی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نورمسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:2439799

نام کتاب	:	امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ
مؤلف	:	محمد قمرالزماں مصباحی
سن اشاعت	:	صفرالمظفر ۱۴۳۰ھ/فروری ۲۰۰۹ء
تعدادِ اشاعت	:	۳۰۰۰
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نورمسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

اسلام ایک ستھرا اور پاکیزہ دینِ فطرت ہے، جو نبی پاک ﷺ کے صدقے و وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں ملا، جس نے کائنات کی تاریکیوں کو اپنی تعلیمات کے نور سے روشن و منور کیا۔

معاشرہ کی بنیاد اس کے افراد، تہذیب و تمدن، عقائد، رہن سہن کے طریقے پر ہوتی ہے، جو کسی مذہب کے پیرو ہوتا ہے اس حال میں جب معاشرہ برائیوں، فسادات، عقائد باطلہ کا پرچار اور طرح طرح کے دیگر مسائل سے دوچار ہو اس وقت ضرورت اس امر کی ہوتی ہے کہ کوئی مردِ مجاہد ان تمام مسائل کا حل اور معاشرہ کی اصلاح کی کوشش کرے، ایسے میں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے جنہوں نے اپنی قلمی کاوشوں اور جہاد کی بناء پر باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مذہبِ حق اسلام کا صحیح آئینہ پیش کیا اور فرقہ واریت کا خاتمہ کیا، کون کہتا ہے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے فرقہ واریت کی داغ بیل ڈالی بلکہ انہوں نے تو تمام باطل فرقوں وہابی، دیوبندی، شیعہ، غیر مقلد، نیچری، پرویزی اور دیگر کی مخالفت کی اور ان کے باطل عقائد کا رد کیا، بدعات سیئہ کا قلع قمع کیا اور اسلام کی حقانیت کے نور کو مسلمانوں کے دلوں میں رچایا بسایا، عشق رسول ﷺ کی شمع روشن کی اور باور کرایا کہ یہی ایمان کی جان ہے یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اصلاح معاشرہ کے حوالے سے آپ کی خدمات کا احاطہ بہت مشکل امر ہے

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

چاروں طرف ہیں دین کے دشمن بیچ میں تنہا احمد رضا
ایسے میں اسلام بچانا سب کے بس کی بات نہیں
صحرائے نجد کے جو پرخچے اُڑا گیا

آیا نہ کوئی شہید احمد رضا کے بعد

خود فرماتے ہیں:

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے
کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار
اعداءِ سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں
کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اُس پہ یہ جرأتیں
ارے کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

زیرِ نظر کتاب محمد قمر الزمان مصباحی کی مختصر مگر دیدہ زیب تصنیف ہے آپ نے بہت جامع اور مختصر انداز میں امام اہلسنّت رضی اللہ عنہ کی خدمات کو جمع کرنے کی کوشش کی۔ اسے جمعیت اشاعت اہلسنّت اپنے ماہانہ رسالہ میں 178 نمبر پر شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مُصنِّف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور عوام و خواص کے لئے اس کتاب کو نافع و ناصح اور جمعیت اشاعت اہلسنّت کے اراکین و جملہ مؤمنین کے لئے شافع بنائے۔

طالب علم جامعۃ النور
محمد رضوان کاسمانی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نگاہِ اولیں

امام احمد رضا قدس سرہ ایک بالغ نظر فقیہ نکتہ رس مصنف، نابغۂ روزگار محقق، بلند پایۂ محدث و مفسر اور دنیائے سنیت کے اس مجدد اعظم کا نام ہے جسے قدرت نے روز اول میں ہی اپنے دین حنیف کی حفاظت، مذہب حق کی صیانت، شریعت مقدسہ کی بقاء اور ایمانی سوز وحرارت کے تحفظ کے لئے منتخب فرما لیا تھا۔

خانقاہ سے لے کر درسگاہ تک اسلامی مراسم شرعی معمولات اور مذہبی تقدس کی جو بہار ہے اسی مرد قلندر کی رہین منت ہے اور آج ایمانی حرارت و پاکیزگی کی ساری لذتیں اسی روحانی مقتداء کی آہ صبح آگاہی اور نالۂ شبی کا نتیجہ ہے۔

یہ ایک سچائی ہے کہ مجدد اپنے وقت کی ضرورت اور اپنے عصر کی پکار ہوتا ہے جس سے لوگ اکتساب فیض کرتے ہیں۔ سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ نے جب شعور کی آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ وہابی تحریک کی ساری انرجی ایمان وعقیدے کی روح کو فنا کرنے پر صَرف ہو رہی ہے۔ بدعقیدگی کے کہرے بڑی تیزی سے پھیل رہے ہیں اور فاسد خیالات کو فروغ دینے کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے، تنقیص الوہیت اور اہانت رسالت سے مملو تحریروں کو دیکھ کر آنکھیں نمناک ہوگئیں۔ جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، دل خون کے آنسو رونے لگا کرب کا یہ عالم کہ کسی پہلو قرار نہیں اور قرار ملتا بھی کیسے جس کے نزدیک ایمان کی آواز یہ ہے ع

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پر قربان گیا
جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا نازِ دوا اٹھائے کیوں

مسئلہ صرف اپنے ایمان وعقیدے کے تحفظ کا نہیں تھا اگر صرف اپنی بات ہوتی تو جس معطر فضا اور پاکیزہ ماحول میں آپ نے پرورش پائی اس کے کنج خمولی میں بیٹھ کر صرف سجدہ کرتے جب بھی بدعقیدگی کے ناپاک سائے قریب آنے سے لرز جاتے مگر بات پوری ملت کی تھی معاشرے اور سماج کی تھی، پوری انسانیت کی تھی، اسلامی کلچر اور تہذیب کی تھی، قوم کے نونہالوں اور مستقبل کی ان تازہ فصلوں کی تھی جسے لہلہانے سے پہلے باد سموم مرجھانہ دیں، چنانچہ بصیرت و بصارت حکمت ودانائی۔ عشق و یقین اخلاص وایثار، ایمان وعرفان اور عزم وحوصلے کی بھرپور توانائی کے ساتھ تجدیدی صلاحیتوں سے لیس ہوکر برکاتی کچھار کے اس شیر نے عصری تقاضوں کے چیلنج کو قبول کیا شرار بولہبی کی تیز آندھیوں میں چراغ مصطفوی کو روشن کیا، ملت کی سچی رہنمائی فرمائی۔ شریعت سے متصادم رسوم کا خاتمہ فرما کر اسلام کے درخشاں اصول بتائے، بدعات وخرافات کے تاج محل پر چھاپہ ماری کی، روحوں کی طہارت فرمائی، قلم کی آوارگی کو لگام دیا، غلط افکار ونظریات پر پہرے بٹھائے، آزادئ فکر کو مہمیز دی، ایقان وعرفان کو صبح مسرت کا اجالا بخشا۔ دلوں کو عشق رسالت کا نور وسرور عطا کیا، فتنہ اندر کا ہو یا باہر کا سب کو دبایا، ہر ایک کا محاسبہ کیا، ہر ایک کی خیریت پوچھی اور اصلاح وتذکیر، دعوت الی اللہ، تبلیغ وارشاد اور ابلاغ حق کی راہ میں مسلسل چوٹ کھاتے رہے، آگے بڑھتے رہے حوصلوں میں تازگی آتی رہی، عشق نکھرتا رہا اور محبت رسول کے جلوؤں میں گم ہوتے رہے، نہ تنہائی کا شکوہ، نہ اکیلے پن کا احساس بلکہ ہر ہر قدم پر ثبات و استقلال کا قلعہ تعمیر کرتے جا رہے تھے اور نقوش پا کا ہر تیور پکار کر کہہ رہا تھا ع

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

یہ آپ کی داعیانہ قوت، قائدانہ عظمت وشوکت اور پاکیزہ قیادت کا ہی ثمرہ ہے کہ

آج دلوں کی فصیل پر عظمت نبوت کے پرچم لہرا رہے ہیں، افکار و نظریات کے صحرا میں محبت رسول کے گلاب مسکرا رہے ہیں، خانقاہوں کی پاکیزگی، دارالافتاء کا تقدس اور دانش کدوں کی شوکتیں محفوظ ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ کے انہیں احسانات کو دیکھ کر پاسبان ملت خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

> اے وقت کے دانشورو! غور کرو امام احمد رضا کا ایک ایسا وجود مسعود جو تن تنہا لاکھوں پر بھاری بھر کم تھا انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے اگر زبان وقلم کا پورا سرمایہ اکٹھا کر دیا جائے تو اس کی زندگی کے چند لمحات کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ناکافی ہوگا۔ عقل حیران ہے کہ زبان وقلم کے لئے نیاز مندیوں کی بھیک کہاں سے مانگی جائے اور کس خزانۂ عامرہ سے گوہر آبدار چن چن کر ان کے قدموں پر نچھاور کئے جائیں جس سے امام احمد رضا جیسی قد آور شخصیت کی دینی وقلمی خدمات کا حق ادا کیا جا سکے۔ (دیوبند کی خانہ تلاشی، صفحہ ۱۲)

یہ اس فاضل کا تاثر ہے جس کے قلمی اور لسانی خدمات کی ضیا پاشیوں سے علاقے کا علاقہ روشن ہے، مگر برا ہو عصبیت کا جو علم وادب سے کورے اور بالکل تہی دست ہیں وہ اس آفتاب فضل وکمال سے آنکھیں ملانے چلے ہیں، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمات کو سراہتے ان کی بارگاہ عبقری میں سجود نیاز لٹاتے، ان کے قلمی سرمایہ سے دلوں کی تجوری کو بھرتے، ان کے علم وشعور کے گل ولالہ سے قلب ونظر کو تازگی بخشتے ان کی پرکشش شخصیت کے جلوؤں سے دل ونگاہ کی وادی سجاتے اور اسلامی نظریات کو پیغام رضا کی شکل میں عام وتام کرتے لیکن یہ تاریخ کے ساتھ کتنا بھیانک مذاق ہے کہ عمل کی تطہیر، فکر کی تقدیس اور عشق مصطفیٰ کی تفسیر میں جس کی حیات کا لمحہ لمحہ مصروف ہو، عمر بھر جس نے سماج میں جنم لینے والی برائیوں کے خلاف جہاد بالقلم سے کام لیا ہو اور جس کے قلم کی بوند بوند خیر وصلاح اور نجات وفلاح کا ابر کرم بن کر دلوں کی بنجر زمین پر برستی رہی اور سیرابی کے بعد

قلب وجگر کی کشت ویراں پر اتباع شریعت، حب رسالت اور رب کی خشیت کے نہ جانے کتنے شاداب پھول مسکرانے لگے اور آج اسی پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ بدعتی فرقہ کا بانی تھا مگر کوئی دردمند دل بتائے کہ اگر شرک کی مسموم فضا میں توحید کا چراغ جلانا، توہینِ نبوت کے پر آشوب ماحول میں محبت رسول کی شمعیں روشن کرنا اور بدعات کی آندھی میں اولیاء عظام کی عظمتوں کی قندیلیں فروزاں کرنا یہی بدعت ہے تو پھر ہم ان کی علمی مفلسی، ذہنی قلاشی اور یتیم العقلی پر کوئی ماتم نہیں کرتے۔

کہتے ہیں کہ تاریخ حقیقت کا ایک بے غبار آئینہ ہوا کرتی ہے جو گردش ایام کا اثر قبول کئے بغیر اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔ اس نادر روزگار شخصیت کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا مخالفین نے جس قدر حقائق پر پردے ڈالے، الزامات کا نشانہ بنانا چاہا اور پروقار ذات کو مجروح کرنے کی جتنی سازشیں رچی گئیں حقیقتیں طشت از بام ہوتی چلی گئیں، افکار کی خوشبو پھیلتی رہی، تابندہ خیالات کی کرنوں سے دلوں کے آفاق جگمگانے لگے اور آج اس عالمی شخصیت پر تحقیق وریسرچ کرنے والے اسکالرز اور محققین حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہیں جس موضوع پر اپنی تحقیق کی بنیاد رکھتے ہیں، تلاش وجستجو اور لوح وقلم کی ساری پونجی لٹا دینے کے بعد انہیں یہی احساس ہوتا ہے کہ فضل وکمال، علم وفن اور فکر ودانائی کے اس بحر بیکراں کا نہ کوئی پاٹ ہے نہ دھار اور پھر انہیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس ایک پیکر میں علم و شعور کی اس قدر رسائی یہ کسب کی بنیاد پر نہیں بلکہ تائید ربانی اور فیضانِ الٰہی کا نتیجہ ہے۔

ایک داعی اس فلسفہ کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ جہاں سے خیر وشر کے چشمے ابلتے ہیں وہ انسان کا دل ہے اگر معاصی کے جراثیم سے دل پاک وصاف ہو گیا تو دوسرے اعضاء کو سنوارنا بہت آسان ہے یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ قلب کی پاکیزگی پر زیادہ زور دیتے ہیں، آیئے اس پرسوز مصلح کی آواز کو آپ بھی کان سے لگا کر سنئے:

> قلب جب تک صاف ہے خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذ اللہ جب معاصی اور کثرت بدعات سے اندھا کر دیا جاتا ہے اب اس میں حق

کو دیکھنے سمجھنے اور غور کرنے کی قابلیت نہیں رہ جاتی مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے۔(ملفوظ شریف)

مندرجہ بالا تحریر کو پڑھنے کے بعد اس مخلص داعی کے اضطراب اور درد و کسک کو آپ محسوس کیجئے، کرب کا یہی وہ داعیہ تھا جو امام احمد قدس سرہ کو عمر بھر قلمی جہاد کرنے پر مجبور کرتا رہا کہ ایک سچے عاشق رسول، پرسوز قائد اور مذہبی رہنما کی نگاہ میں ہر لمحہ اسلامی احکام شرعی اصول قرآنی تعلیمات اور نبوی ارشادات وفرمودات کے حسین جلوے ہوتے ہیں جس کے اجالے میں اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا وہ اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔

''امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ'' کے حوالے سے ایک مختصر رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے تعصب و تنگ نظری کی سطح سے اوپر اٹھ کر اس کا مطالعہ کیجئے اور قبول حق کی کوئی ہلکی چنگاری بھی ذہن وفکر کے کسی گوشے میں سلگ رہی ہو تو انصاف و دیانت کا خون کئے بغیر جواب دیجئے کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے بدعات اور غیر شرعی رسومات کو فروغ دیا ہے یا اس کے خلاف جنگ لڑی ہے۔

قاطع نجدیت حضرت علامہ مفتی محمد امان الرب صاحب، حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نجم القادری صاحب، حضرت علامہ مفتی ایاز احمد مصباحی، حضرت علامہ مفتی منظور احمد مصباحی، حضرت علامہ محمد عیسیٰ رضوی مصباحی، حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی ان اہم شخصیات کی نیک تمنائیں اور پُر خلوص دعائیں ہمارے ساتھ ہیں جب بھی کٹھن لمحات آتے ہیں تو مذکورہ حضرات ہماری دستگیری فرماتے ہیں۔ رب کائنات سب کو دارین میں عافیت عطا فرمائے۔ آمین

محمد قمر الزمان مصباحی مظفر پوری

خادم جامعہ قادریہ کونڈوا، پونہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقدیم

کیا حال ہوتا کشتیٔ ملت کا اگر امام احمد رضا نے بروقت اس کی پاسبانی نہ فرمائی ہوتی، کیا حال ہوتا عقیدہ وعقیدت کے گل وغنچہ کا اگر بدعات کی باد سموم کے سامنے آپ نسیم سحری نہ بن گئے ہوتے، اور کیا حال ہوتا ایمان وعمل کے درّ بے بہا کا اگر لٹیروں کے ظاہری وخفی حملے سے آپ نے لوگوں کو متنبہ نہ کیا ہوتا، اگر میں یہ کہوں کہ بالکل حق بجانب ہوگا کہ دین و ضروریات دین پر چومکھی حملے ہو رہے تھے تن تنہا امام احمد رضا چھپن علوم وفنون کے خزانہ و اسلحہ سے لیس ہو کر ان تمام طوفان جفا کے سامنے سدّ سکندری بنے ہوئے تھے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ عہد رضا میں علم وفکر کی بزم سونی تھی، میں یہ نہیں کہتا کہ خانقاہیں حق، ہو کی صدائے لاہوتی سے خالی تھی، میں یہ بھی نہیں کہتا کہ اسلام کے جیالے اور جاں نثار فرزندوں سے اسلام کی گود غیر آباد تھی، میں تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام و ایمان کے گلشن کو تاراج کرنے کی جب صیہونی اسکیمیں اپنے شباب پر تھیں، عقیدہ وعقیدت کے خزانے پر جب شب خون مارے جا رہے تھے، عمل کے نام پر ایمان جب لوٹا جا رہا تھا تو اس کالی رات اور گھنگھور فضا میں وہ کون تھا جس نے جان جوکھم میں ڈال کر اور سر ہتھیلی پر لے کر وقت کی طاغوتی طاقتوں کو للکارتے ہوئے کہا تھا۔

ادھر آؤ پیارے ہنر آزمائیں تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

برصغیر کی پوری ۱۹رویں صدی چھان ڈالئے صرف اور صرف ایک نوری چہرہ نظر آتا ہے جسے سب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کہتے ہیں۔ ہاں اہلِ علم نے آپ کا ساتھ دیا ہے، خانقاہوں نے آپ کی حمایت کی ہے، سجادہ نشینوں نے تائید کے پھول برسائے ہیں، اسلام کے جیالے فرزندوں نے حوصلوں سے آپ کا دامن بھرا ہے مگر ہر محاذ پر جو مقدمۃ الجیش کا

تاج زریں سجائے کبھی قلبِ لشکر، کبھی میمنہ اور کبھی میسرہ پر جھپٹ جھپٹ کر وار کر رہا تھا وہ صرف بریلی کا تاجدار ہے۔ آپ کی زندگی کی سب سے عظیم خوبی جو آپ کے معاصرین پر آپ کو مشرف وممتاز کرتی ہے وہ یہی آپ کی جوانمردی وحق گوئی وبیباکی ہے ۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ شمشیرِ شریعت کی زد پر پڑنے والا کون ہے بلکہ ہمیشہ یہ دیکھا کہ عقیدہ وعمل میں بدعات وخرافات کا حامل کون ہے، اپنا ہو یا بیگانہ اسی نقطۂ نظر سے آپ نے سب کی خبر لی ہے اور حق یہ ہے کہ خوب لی ہے، ہم تو ان کی نگارشات وملفوظات میں دیکھتے ہیں کہ جنہیں اپنی علمی حذاقت وممارست پر ناز تھا، ارد گرد تلامذہ کا جم غفیر تھا، حلقۂ ارادت وعقیدت بھی وسیع تھا لیکن خلاف شرع عمل وحرکت پر حضرت رضا بریلوی نے ان کی پرواہ نہیں کی، ادب سے ٹوکا، محبت سے متنبہ کیا، پیار اور نرمی سے سمجھایا، مان گئے تو ٹھیک ہے ورنہ شریعت مطہرہ کا دوٹوک فیصلہ سنا دیا، کوئی خانقاہ اگر بدعات ومنکرات میں پھنس گئی ہے تو آپ نے اسے بھی ہدایت کی، عقیدت میں اگر کہیں غلو اور فکر وعمل میں کجی پائی جارہی ہے تو وہاں بھی خبردار کیا، روشِ حیات اگر غلط ڈگر پر چل پڑی ہے تو آپ وہاں بھی چراغِ حق و ہدایت لئے رہنمائی کرتے نظر آتے ہیں، اور اگر کوئی شومیٔ قسمت سے تنقیصِ الوہیت اور توہینِ رسالت کا مرتکب ہوا ہے تو پھر آپ کا ہر وار رضا کے نیزے کی مار کا منظر پیش کرتا نظر آتا ہے۔ اس وقت آپ کا قلم، قلم نہیں برقِ خاطف نظر آتا ہے۔ غرض کہ امام احمد رضا صرف عمل کے داعی و مصلح نہیں بلکہ عقیدہ وعمل دونوں کے آپ محسن و مصلح نظر آتے ہیں، وہ بھی کوئی اصلاحی تحریک ہے کہ عمل کا جسم ظاہری زینت وسنگھار سے آراستہ کردیا جائے اور اس میں ایمان کی روح نہ پھونکی جائے۔ امام احمد رضا اس نصب العین سے بخوبی واقف تھے انہوں نے جسم وجان دونوں کی آراستگی ومشاطگی کا فریضہ انجام دیا ہے، لہٰذا میرا خیال ہے کہ جب بھی امام احمد رضا کی نسبت سے اصلاح معاشرہ کی بات کی جائے تو دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھنا چاہئے۔ معاشرہ کی اصلاح صرف عمل سے نہ کبھی

ہوئی ہے اور نہ آئندہ ہوسکتی ہے اور نہ یہ اسلامی تصور ہے۔ ایک پاکیزہ، صالح اور بامقصد معاشرہ کی تشکیل کے لئے ضروری ہے اس کے سنگِ بنیاد میں ہی ایمان وعقیدہ کی روح رچا بسا دی جائے پھر عمل کی دیوار چنی جائے، اسلام صرف عمل کا نام نہیں بلکہ ایمان وعمل دونوں کے حسین مجموعہ کا نام ہے۔

زیرِ نظر کتاب عزیز گرامی مولانا محمد قمر الزمان مصباحی کے زرنگار قلم کا حسین شاہکار ہے، بس پڑھتے جایئے جھومتے جایئے۔ عزیز موصوف نے مختصر اوراق پر جامع اور بسیط مضامین کو سمیٹنے کی بڑی محمود کوشش کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کا انہیں دارین میں صلہ و ثمرہ عطا فرمائے۔ (آمین) تاہم عقیدہ کی بحث کو شاید انہوں نے قلت صفحات کی شکوہ سنجی کے پیش نظر چھیڑنے کی کوشش نہیں کی ہے، اس تعلق سے دو چار گوشے ہدیۂ ناظرین ہیں تاکہ قاری کو کسی جہت سے کتاب میں تشنگی کا احساس نہ ہو۔

(۱) دین سے دوری اور شریعت سے بے خبری نے لوگوں کو اس نتیجہ پر پہنچا دیا ہے کہ اللہ اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے تعلق سے بھی آج کا انسان بڑا بے باک ہوگیا ہے یہاں تک کہ جسارت جا پہنچی ہے کہ اگر شریعت کا ضابطہ سمجھایا جائے تو بعض ناعاقبت اندیش لوگ یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ ”ہم خدا اور رسول کو نہیں جانتے“ ایسا ہی سوال جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے ہوا تھا تو آپ کے قلم کا تیور دیکھئے: ”وہ لفظ جو اس نے کہا کہ ہم خدا ورسول کو نہیں جانتے یہ صریح کلمۂ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ اس شخص پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور از سر نو مسلمان ہو اور اگر عورت رکھتا ہے تو نئے سرے سے نکاح چاہئے“۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم)

(۲) ان کی غیرت عشق اپنے خدا اور رسول ﷺ کی شان میں ایسے الفاظ کے استعمال سے بھی گریزاں تھی جو دشمنانِ خدا ورسول ﷺ نے استعمال کیا ہو اور وہ ان کا تکیہ کلام بن چکا ہو، لفظ صاحب کے تعلق سے آپ سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: ”جائز ہے حدیث میں ہے:

اللھم انت الصاحب فی السفر و الخلیفة فی المال و

الاصول و الولد

اور سرور کائنات ﷺ کے لئے تو قرآن عظیم میں صاحب فرمایا گیا:

﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَ مَا غَوٰی﴾

لیکن اللہ صاحب کہنا اسماعیل دہلوی کا محاورہ ہے اور حضور ﷺ یقیناً ہمارے صاحب ہیں نامِ پاک کے ساتھ صاحب کہنا آریہ و پادریوں کا محاورہ ہے اس لئے نہ چاہیئے''۔(الملفوظ،سوم)

(۳) آج کل جاہل صوفیوں کا جیسے ہیضہ آیا ہوا ہے، نیلا پیلا رنگ چڑھالیا بس وہ قید و بندِ شریعت سے آزاد ہوگئیہ جو جی میں آیا کیا جو منہ میں آیا بک دیا۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ ''عشق'' کا استعمال دھڑلے سے کررہے ہیں۔ علم تو ہے نہیں کہ کبھی اس کے لغوی و اصطلاحی معنی کی طرف غور کرتے اور نہ علماء کی قربت ورفاقت ہی ہے کہ ان کی اصلاح ہوتی، اللہ تعالیٰ کو عاشق اور حضور ﷺ کو اس کا معشوق کہنے کے تعلق سے جب امام احمد رضا سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ''ناجائز ہے کہ معنیٰ عشق اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہے ایسا لفظ بے ورود ثابت شرعی حضرت عزت کی شان میں بولنا قطعی ممنوع''۔(فتاویٰ رضویہ،جلد دہم)

(۴) بدقسمتی سے آج کچھ لوگ حضور عالم ما کان و ما یکون ﷺ کے علم پاک میں بھی قیل وقال سے نہیں چوکتے حالانکہ علمائے اہل سنت نے خاص اس عنوان پر علمی تحقیقات کے دریا بہادیئے ہیں، جب علمائے اہل سنت کی وزنی دلیلیں کسی طرح نہیں اٹھتیں تو یہ بے تکا الزام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ علمِ مصطفیٰ اور علمِ خدا کو مساوی قرار دیتے ہیں، اس سلسلے میں شریعت مطہرہ کا موقف کیا ہے امام اہلسنّت کی زبانی سنئے، فرماتے ہیں: ''علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے، اس کے غیر کے لئے محال ہے جو اس میں کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لئے مانے وہ یقیناً کافر ومشرک ہے''۔(خالص الاعتقاد)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''علمِ الٰہی ذاتی ہے اور علمِ خلق عطائی، وہ واجب یہ ممکن، یہ قدیم یہ حادث، وہ نامخلوق یہ مخلوق، وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقاء یہ جائز الفناء، وہ

ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل''۔(انباء المصطفیٰ)

علمِ خدا اور علمِ مصطفیٰ میں برابری کے تصورات و الزامات کے تار و پود بکھیرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''برابری تو درکنار میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کردی ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہوسکتی جو ایک قطرہ کے کروڑویں کو کروڑ سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کی متناہی کے ساتھ اور وہ غیر متناہی، متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہوسکتی ہے''۔(الملفوظ۔اول)

(۵) اسلام اور نظریات اسلام کی روح اس وقت مجروح ہوجاتی ہے جب کہیں سے یہ آواز آتی ہے کہ ''کسی کو برا نہیں کہنا چاہیئے'' کیا ظلم ہے، چاہے وہ اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ اور پیارے دین اور ضروریات دین کے بارے میں کچھ بھی لکھے اور بکے ''معاذ اللہ'' اس مذموم نظریئے سے آج دین کا جتنا نقصان ہورہا ہے شاید ہی کسی دور میں ہوا ہو، اسی ظالم نظریے نے ظالم ومظلوم، حق و باطل، نور وظلمت کو آج ایک پلیٹ فارم پر لا کھڑا کیا ہے، معاشرہ ایسا مخلوط ہوگیا ہے کہ اپنے اور بیگانے، دوست اور دشمن، وفادار و غدار کی پہچان مشکل ہوگئی ہے، اگر یہ چھوٹ دے دی جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگ ایک نیا اسلام گڑھ کر رکھ دیں گے، اسلام مذہب حق ہے اور حق کو حق، باطل کو باطل کہنے کا داعی۔ اسلام کی پالیسی بالکل صاف اور روشن ہے اس میں کسی طرح تاریکی اور ژولیدگی نہیں ہے۔ وہ لوگ جو پکے بے دین، بدعتی ہوجائیں اس کے بارے میں اسلام کا نظریہ اور ہے اور وہ لوگ جو ابھی شک وریب میں مبتلا ہیں، مذبذب ہیں ان کے تعلق سے اسلام کا نظریہ اور ہے، جو لوگ اپنے قول وفعل سے جس خانے میں چلے جائیں ان کی اصلاح اسی علامت اور زاویے سے ہوگی، ان کے تعلق سے شریعت کا فیصلہ امام احمد رضا کے قلم سے یہ ہے: ''رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ

اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو۔

یہ انہیں حکم دیتا ہے جن کی نسبت فرماتا ہے:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ

تو بے شک بڑے خُلق پر ہے۔ (الملفوظ)

اور جو لوگ ابھی نیم پختہ ہوں، مذبذب ہوں ان کے بارے میں شریعت کی سنجیدہ طبعی اور امام احمد رضا کی نرم گفتاری کا منظر ملاحظہ ہو: ''دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز نہیں حاصل ہو سکتے، جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں۔ (الملفوظ)

آپ کا مطمح نظر ہمیشہ یہ رہا کہ حق گوئی و بیبا کی کا دامن نہ چھوٹے، اچھی اور سچی بات ہر کسی کو دوٹوک بتائی جائے، چاہے وہ اپنا ہو یا بیگانہ، آپ کی حیات کا ہر لمحہ گواہی دے رہا ہے کہ آپ نے اپنی پوری توانائی و جگر کاوی اور اولوالعزمی و بلند ہمتی سے خدا و مصطفیٰ کی خوشنودی کے لئے اس فریضہ کو انجام دیا ہے، اپنے منصب کا جتنا وقار آپ نے سمجھا اور بلند رکھا ہے آپ کے عہد زریں میں شاید ہی کسی نے رکھا ہو، رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ میں اپنے آپ کو فنا کر کے بقا کا شیریں جام نوش فرما لیا، دیکھئے کتنی پیاری التجا ہے جو انہوں نے کی ہے ؎

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہے نام رضا تم پہ کروڑوں درود

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور اصلاحِ معاشرہ

ولادت باکرامت

امام احمد رضا کی ولادت ۱۰ شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء روز شنبہ ظہر کے وقت شہر بریلی شریف، محلّہ جسولی میں ہوئی، خود امام احمد رضا نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے اپنا سن ولادت استخراج فرمایا:

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ وَ اَیَّدَہُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ

وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی۔ (کنزالایمان)

آپ کا پیدائشی نام ''محمد'' ہے اور تاریخی نام ''المختار'' ہے، ۱۲۷۲ھ جد امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء) نے آپ کا نام احمد رضا تجویز فرمایا جس نام سے آپ مشہور ہیں بعد میں آپ نے اپنے اسم شریف کے ساتھ عبدالمصطفیٰ کا اضافہ فرمایا، چنانچہ اپنے نعتیہ دیوان میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

خاندانی نجابت

آپ کا خاندان فضل و کرامت، امارت و سیادت اور علمی و فکری عبقریت میں شروع سے ہی یگانۂ روزگار رہا، آپ کے والد گرامی امام المتکلمین مجاہد آزادی حضرت علامہ شاہ نقی علی خان علیہ الرحمہ صاحب تصانیف کثیرہ، بلند پایہ فقیہ اور نابغۂ روزگار عالم دین تھے، حضرت علامہ شاہ رضا علی خاں قدس سرہ درویش کامل اور مرجع خلائق بزرگ تھے۔ حضرت

حافظ شاہ کاظم علی خاں رحمۃ اللہ علیہ فوج کے سپہ سالار اور ایک سچے عاشق رسول تھے۔ ایسے آغوشِ علم وکرم، فضل وکمال اور گہوارۂ شعور وادب میں آپ کی تربیت ہوئی۔

ذہانت وفطانت

آپ بچپن ہی سے اعلیٰ ذہن، بلند دماغ اور زبردست حافظہ کے مالک تھے، آپ خود تحریر فرماتے ہیں:

''میرے استاذ جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ کتاب دیکھ کر بند کر دیتا جب سبق سنتے تو حرف بہ حرف لفظ بہ لفظ سنا دیتا، روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے اک دن مجھ سے فرمانے لگے احمد میاں یہ کہو تم آدمی ہو یا جن مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی''۔

آپ نے چار سال کی عمر شریف میں ناظرہ قرآن عظیم مکمل فرمالیا، ۶ سال کی عمر میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر منبر پر جلوہ افروز ہو کر نہایت بلیغ اور مؤثر خطاب فرمایا اور گیارہ سال کی عمر میں ''ہدایۃ النحو'' کی عربی شرح لکھی، یہ آپ کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔

فراغت

۱۳ برس ۱۰ ماہ ۵ دن کی عمر میں ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ میں سند فراغت سے نوازے گئے۔

آپ تحریر فرماتے ہیں:

''وسط شعبان ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی اور اس وقت ۱۳ سال ۱۰ ماہ ۵ دن کا تھا اور اسی تاریخ سے مجھ پر نماز

فرض ہوئی اور میں احکام شرعیہ کی طرف متوجہ ہوا''۔

قوت حافظہ

ایک مرتبہ آپ پیلی بھیت شریف تشریف لے گئے اور حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمہ کے مہمان ہوئے، اثنائے گفتگو میں ''**عقود الدریہ فی تنقیح فتاوی الحامدیہ**'' کا ذکر چل پڑا، حضرت محدث سورتی نے فرمایا کہ وہ کتاب میرے کتب خانے میں ہے اعلیٰ حضرت نے اس وقت تک اسے دیکھا نہیں تھا، فرمایا جاتے وقت میرے ساتھ کر دیجئے گا۔ حضرت محدث سورتی نے کتاب لاکر آپ کی خدمت میں پیش کر دی اور یہ بھی فرمایا کہ ملاحظہ فرمانے کے بعد بھیج دیجئے گا، آپ کے یہاں بہت کتابیں ہیں اور میرے پاس تو گنتی کی چند کتابیں ہیں جن سے فتاویٰ دیا کرتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت کو اسی دن آنا تھا مگر ایک جان نثار کی دعوت پر رکنا پڑا آپ نے رات میں ''عقود الدریہ'' کی دو ضخیم جلدوں کا مطالعہ فرمالیا، دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد بریلی کا قصد فرمایا، عقود الدریہ کو سامان میں رکھنے کے بجائے محدث صاحب کے یہاں واپس بھجوادی۔ اس واقعہ کے بعد محدث صاحب تشریف لائے اور عرض کیا کہ میری اتنی گزارش پر کہ مطالعہ کے بعد میری کتاب واپس فرمادیں گے، آپ کو اتنا ملال ہوا کہ آپ کتاب ابھی واپس کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کل جانا ہوتا تو بریلی لے جاتا لیکن جب رک گیا تو شب میں اور صبح میں پوری کتاب دیکھ ڈالی، اب لے جانے کی ضرورت نہیں۔ محدث صاحب نے فرمایا ایک مرتبہ کا دیکھ لینا کافی ہوگیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ دو تین سال تک جہاں کی عبارت چاہوں گا فتاویٰ میں لکھ دوں گا اور مضمون تو انشاء اللہ عمر بھر کے لئے محفوظ ہوگیا۔

وسعت علمی

ایک مرتبہ شہر بریلی میں ۱۲ ربیع الاول شریف کے عظیم الشان جلسہ میں اعلیٰ حضرت

نے صرف بسم اللہ کے باء جارہ اور اسم اللہ پر مسلسل کئی گھنٹے ایسی تقریر فرمائی جس سے حضور علیہ السلام کے جود ونوال، جاہ وجلال اور حسن وکمال کے دریا امنڈنے لگے آپ نے انہیں دولفظوں باء جارہ اور اسم اللہ خالص علمی روش پر فضائل رسول ﷺ کے متعلق ایسی باتیں بیان فرمائیں جس سے اہل علم کے بھی کان نا آشنا تھے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ کے عرس میں بدایوں تشریف لے گئے اور آپ نے صرف سورۂ والضحیٰ پر صبح نو بجے سے ۱۲ بجے تک مسلسل تین گھنٹے تقریر فرمائی، یہ واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت کی تقریر خالص علمی تحقیقی مضامین پر مشتمل ہوتی تھی۔

پھر اسی مجلس میں اعلیٰ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ سورۂ والضحیٰ کی چند آیتوں کی تفسیر ۸۰ جز تک لکھ کر چھوڑ دیا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآن مجید کی تفسیر لکھوں۔

فقہی عبقریت

جدید تحقیق کی روشنی میں آپ کو اکسٹھ علوم وفنون پر کامل درک اور ملکۂ تامہ حاصل تھا، آپ کی فکری عبقریت، علمی وجاہت، فقہی بصیرت، طرز استدلال، قوت تحریر، استحضار ذہن، قلمی بانکپن اور خداداد شوکت وجلالت کو اپنے اور غیر سب نے تسلیم کیا ہے، ڈاکٹر اقبال لاہوری نے اپنا تاثر ان لفظوں میں پیش کیا ہے۔

''وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے، فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا، ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اور پاک و ہند کے کیسے نابغۂ روزگار تھے۔ ہندوستان کے اس دور متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ بمشکل ملے گا، ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت فطانت، جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد

عدل ہیں۔

مولوی عبدالحی لکھنوی نے یوں لکھا ہے:

يندر نظيره في الاطلاع على الفقه الحنفي و جزئياته

یعنی، فقہ حنفی اور اس کے جزئیات میں جو ان کو عبور حاصل تھا اس کی نظیر شاید کہیں ملے۔

مولوی ابوالحسن علی میاں ندوی نے ان لفظوں میں اعتراف کیا ہے:

''حرمین شریفین کے قیام کے زمانے میں بعض رسائل بھی لکھے اور علماء حرمین نے بعض سوالات کئے تو ان کے جواب بھی تحریر کئے، متون فقہ اور اختلافی مسائل پر ان کی ہمہ گیر معلومات، سرعت تحریر اور ذہانت دیکھ کر سب کے سب حیران وششدر رہ گئے۔

بیعت وارادت

امام الفضلاء بدر الکملاء، قدوۃ العارفین، سید السالکین خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کو شرف بیعت حاصل ہے، بیعت ہونے کا واقعہ بھی بڑا انوکھا ہے، حضرت مولانا شاہ حسنین رضا ابن استاذ زمن حضرت حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیرت اعلیٰ حضرت میں رقمطراز ہیں:

''ایک دن دوپہر کو اعلیٰ حضرت قبلہ روتے روتے سو گئے، خواب میں اپنے دادا جان حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کو دیکھا وہ تشریف لائے اور فرمایا وہ شخص عنقریب آنے والا ہے جو تمہارے اس درد کی دوا کرے گا چنانچہ اس واقعہ کے دوسرے یا تیسرے روز تاج الفحول حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف لے جا کر حضرت شاہ

آل رسول قدس سرہ سے مرید کرا دیا، حضرت خاتم الاکابر قدس سرہ نے اعلیٰ حضرت کو دیکھتے ہی جو الفاظ فرمائے تھے وہ یہ تھے ’’آیئے ہم تو کئی دن سے آپ کے انتظار میں تھے‘ مرشد برحق کی بے انتہا نوازشوں کو دیکھ کر مریدوں کو حیرت بھی ہوئی تو حضرت اقدس خاتم الاکابر نے فرمایا یہ دونوں باپ بیٹے صاف دل لے کر آئے تھے بس تھوڑی سی توجہ کی ضرورت تھی جو نسبت حاصل ہونے کے ساتھ ہی حاصل ہو گی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ مجھے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی بیعت پر فخر ہے‘‘۔

حضرت مولانا عنایت محمد غوری رضوی فیروز پوری اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:

اعلیٰ حضرت فاضل ہندوستان خلد مکان کے پیر و مرشد حضرت امام العارفین مولانا سید شاہ آل رسول قادری مارہروی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں اگر خدائے بزرگ و برتر مجھ سے فرمائے گا کہ میرے واسطے تو کیا لایا تو میں احمد رضا کو پیش کر دوں گا۔

تجدیدی کارنامے

آپ نے اپنی شوکت علمی اور طہارت فکری کے ذریعے احیائے دین، اشاعت اسلام، ابلاغ حق اور دعوت الی اللہ کا جو زریں کارنامہ انجام دیا ہے وہ یقیناً بے مثال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے تجدیدی کارنامے سے متاثر ہو کر آپ کے علمی عبقریت کے آستانے پر سجود نیاز لٹاتے ہوئے محافظ کتب الحرم شیخ اسمٰعیل خلیل مکی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

’’بل اقول لو قیل فی حقه انه مجدد هذا القرنِ لکان حق و صدقا‘‘

ترجمہ: ’’بلکہ میں کہتا ہوں کہ ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں تو بے شک یہ بات سچ اور صحیح ہے‘‘۔

الغرض عرب وعجم کا گوشہ گوشہ آپ کی دینی خدمات اور تجدیدی کارناموں کا معترف ہے اور الحمد للہ آج بھی آپ کے علم و دراست کی ضیاء باری، فکر و تحقیق کی پاکیزگی اور طنطنۂ فضل و کمال کی چاندنی ہر جگہ محسوس کی جا رہی ہے۔

سرورِ کونین محمد عربی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

اِنَّ اللّٰہ یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنةٍ من یُجَدِّدُ لها دینها

یعنی، پروردگار عالم ہر سو سال کے بعد امت کے لئے مجدد مبعوث فرماتا ہے جو اس مقدس دین کو زندہ کرتا ہے۔

فرسودہ مراسم اور بدعتوں کی آلودگیوں کو ختم کر کے شریعت مقدسہ کے پاکیزہ اصول سے امت کو روشناس کراتا ہے اور خود اس کے نقوش گم گشتگانِ راہ کے لئے خط مستقیم اور جادۂ حیات بن جاتے ہیں۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات کا جائزہ لیں تو یہ بات روز روشن کی طرح آپ پر واضح ہو جائے گی کہ آپ کے وجود مسعود کا لمحہ لمحہ اس حدیث مبارکہ کا کامل ترجمان ہے۔ فکر و عمل سے لے کر زبان و قلم تک زندگی کی ہر ادا اور حیات کی ہر روش اپنے دامن میں اتباع شریعت کی چاشنی، احیاء سنت کی دلکشی، تجدید دین کی تازگی اور عشق رسالت پناہی کی دلربائی کے نہ جانے کتنے ناز و انداز لئے ہوئے ہے۔

کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جا است

میں نے آپ کے سامنے امام احمد رضا قدس سرہ کی حیات کا اجمالی خاکہ پیش کر دیا ہے تاکہ آپ کی عبقریت و آفاقیت کا صحیح اندازہ ہو سکے اور وہ لوگ جو آپ کی عظمت و

خداداد شوکت کے منکر ہیں انہیں حق وصداقت کی راہ نظر آجائے۔

اصلاح معاشرہ کے تعلق سے امام احمد رضا قدس سرہ نے کتنا انقلابی اور کلیدی رول ادا کیا ہے اسے ان کی تحریر کے آئینے میں پڑھنے سے پہلے آیئے ان کی سیرت وکردار کے بہتے ہوئے اس صاف وشفاف چشمہ کا سراغ لگائیں جس کے کنارے بیٹھ کر اگر کسی نے ایک جرعہ بھی پی لیا تو اس کی ایمانی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا اور جس کے نوکِ قلم سے نکل کر صفحۂ قرطاس پر مچلنے والا حرف حرف افکار ونظریات اور اعتقاد وخیالات کے اندر کیف وسرمستی کی ایسی ضیائیں بکھیر گیا جس کے اجالے میں ہر حق پسند، منصف مزاج اور گم گشتہ راہ کے لئے سفر کرنا نہایت آسان ہو گیا۔

ان کا سایہ اک تجلی، ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

آج بے پردگی اور حیاء سوزی کا بھیانک اور زہریلا اثر جس تیزی کے ساتھ مسلم سماج کے اندر سرایت کر رہا ہے وہ بیان سے باہر ہے، یہ کتنا زبردست المیہ ہے کہ مسلم خواتین شریعت اور قرآنی ارشادات سے دور ہو کر آزادانہ طرز حیات اور غیر اسلامی روش کو اپنی زندگی میں داخل کرتی چلی جا رہی ہیں۔ ہوٹلوں، پارکوں، اور تفریح گاہوں سے لے کر مقدس مقامات تک ایسی غیرت فروشی کا مظاہرہ کرتی ہیں کہ جسے دیکھ کر شیطان بھی شرمندہ ہے۔ امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ مزارات پر عورتوں کا جانا کیسا ہے تو آپ فرماتے ہیں:

غنیّہ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور صاحب مزار کی طرف سے۔ جس وقت گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔ سوائے روضہ انور کے کسی مزار پر جانے کی

اجازت نہیں وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیم قریب بواجبات ہے اور قرآن نے اسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا ہے۔

اولیاء کرام کے مقدس آستانے جہاں ہر لمحہ رحمت الٰہی کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے اور ہر پل سعادت و برکات کی خیرات تقسیم ہوتی ہے جب ایسے باعظمت اور پاکیزہ مقامات پر عورتوں کی حاضری موجب لعنت ہے تو وہ جگہیں جو شیطانوں، اوباشوں اور شر پسندوں کی آماجگاہ ہوں وہاں عورتوں کا بے حجابانہ گھومنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔ مگر برا ہو نئی تہذیب اور فیشن پرستی کا کہ آج ہر خاص و عام اس مہلک مرض میں مبتلا ہے۔ کاش کہ لوگ امام احمد رضا قدس سرہ کی تحریرات کی روشنی میں اپنا محاسبہ کرتے اور ہر اس فعل سے اپنے آپ کو روکتے جو خدا اور رسول کی ناراضگی اور غضب کا سبب ہے نیز مخالفین کی جماعت جو الزام تراشی کرتی ہے کہ امام احمد رضا نے عورتوں کو مزارات پر جانے کی اجازت دی ہے اسے تعصب وتنگ نظری، بہتان تراشی اور افتراء پردازی کی سطح سے اوپر اٹھ کر امام اہل سنّت علیہ الرحمہ کی پُرنور تحریر کا مطالعہ کرنا چاہئے ورنہ پھر داور محشر کے حضور جواب دینے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

آج کل بے شرع پیروں کا سیلاب آگیا ہے جسے دیکھو کاکل (زلفیں) بڑھائے، انگلیوں میں انگوٹھیاں سجائے، رنگین کپڑے پہنے، پیری مریدی کی دکان لگائے بیٹھا ہے۔ یہ وقت کی کتنی بڑی ٹریجڈی (TREGEDY) ہے کہ بیعت وارادت اور رشد وہدایت نیابت رسالت کا اہم باب ہے مگر کچھ ناعاقبت اندیش اور اَن پڑھ پیروں نے اس پاکیزہ رشتہ کو بھی کمائی کا بہترین ذریعہ اور حصول زر کا اچھا وسیلہ بنا رکھا ہے نہ صوم وصلوٰۃ کی پابندی، نہ احکام شرعیہ پر عمل، نہ اسلامی اصول سے واقفیت اور نہ ہی علم وآگہی سے کوئی تعلق، اگر ان سے کہا جائے کہ نماز پڑھئے تو بڑی بے باکی اور جرأتمندی سے جواب دیتے ہیں کہ شریعت الگ شئے ہے اور طریقت الگ۔ امام احمد رضا ایسے پیروں کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عمرو کا قول کہ طریقت نام ہے وصول الی اللہ کا، محض جنون و جہالت

ہے دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے کہ طریق طریقہ طریقت راہ کو کہتے ہیں
نہ کہ پہنچ جانے کو تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے، اب اگر وہ
شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ
شیطان تک۔ جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے
سوا سب راہوں کو قرآنِ عظیم باطل و مردود فرما چکا ہے۔

دوسری جگہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں اصلاً باہم کوئی تخالف نہیں
اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بد
دین۔ شریعت حضور اقدس سید عالم ﷺ کے اقوال ہیں اور طریقت
حضور کے افعال، حقیقت حضور کے احوال اور معرفت حضور کے علوم
بے مثال ﷺ۔

پھر تحریر فرماتے ہیں:

بالجملہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس ایک ایک پل
ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو
اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک اسی قدر ہادی کی زیادہ حاجت ولہٰذا
حدیث میں آیا حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: **المتعبد بغیر فقہ کالحمار فی الطاحون** بغیر فقہ کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے
جیسا چکی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں۔

ان تحریروں کو حقائق کے اجالے میں پڑھئے اور آپ خود فیصلہ کیجئے کہ وہ پیر جو
شریعت کو بالائے طاق رکھ کر صرف طریقت کی بات کرتے ہیں وہ اسلام اور شرع کی نظیر
میں سخت مُجرم ہیں یا نہیں لہٰذا آپ ایسے ہی پیروں کے ہاتھ میں ہاتھ دیجئے جن کے دامن

پُر بہار سے اسلامی اور شرعی اصول وضوابط کی ساری برکتیں وابستہ ہوں۔

آج کے اس پُرفتن ماحول میں کچھ ایسے پیر بھی ملیں گے جو اپنی مریدہ سے مصافحہ
کرتے اور اپنے ہاتھ پاؤں کا بوسہ دلواتے ہیں اور مریدہ بھی اس طرح کہ غیر شرعی افعال
کر گزرنے میں کوئی شرم و عار محسوس نہیں کرتی۔ ؎

شرمِ نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بیعت رضوان کے موقع پر حضور سید عالم نور مجسم ﷺ جب مردوں کی بیعت سے
فرصت کے بعد مکان کے اندر تشریف لے گئے اسی وقت عورتیں بیعت کے لئے حاضر
ہوئیں تو حضور سید عالم ﷺ نے توقف فرمایا تو فوراً طائر سدرہ یہ آیت پاک لے کر حاضر
خدمت ہوئے، آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾

اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت
کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور
نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے
اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (یعنی موضع ولادت میں)
اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی تو ان
سے بیعت لو اور اللہ سے مغفرت چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان
ہے۔ (ترجمہ رضویہ)

حضور رحمت عالم ﷺ نے اس آیت کے بموجب عورتوں کو بھی بیعت کر لیا حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ سے عورتوں کی بیعت صرف کلام سے ہوئی اور حضور کا دست مبارک کسی عورت کے ہاتھ سے مَس نہ ہوا۔......(۱۸)

یہ حدیث اَن پڑھ اور غیر شرعی پیروں کے لئے تازیانۂ عبرت بھی ہے اور چراغ راہ بھی جو اپنی مریداؤں سے ہاتھ پاؤں کا بوسہ دلواتے ہیں، اب امام احمد رضا قدس سرہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے:

> بے شک غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس کا اللہ و رسول نے حکم دیا (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) بے شک پیر مریدہ کا محرم نہیں ہو جاتا نبی ﷺ سے بڑھ کر امت کا پیر کون ہوگا یقیناً وہ ابوالروح ہے اگر پیر ہو جانے سے آدمی محرم ہو جایا کرتا تو چاہئے تھا کہ نبی سے اس کی امت سے کسی عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

آج اکثر اولیاء کرام کے مزارات پر قرآن و حدیث اور اسلام و سنت کے فیضان اور باطنی عرفان سے محروم سجادگان مزامیر کے ساتھ محفل سماع کا انعقاد اور قوالی کی مجلس گرم کرتے ہیں ڈھول باجوں کی آواز پر خود بھی تھرکتے ہیں اور مریدوں کو بھی خوب ٹریننگ دیتے ہیں اور اب تو نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ عرس کے ایام میں مرد و عورت کا شاندار مقابلہ ہونے لگا ہے نعوذ باللہ منہ، ان سجادگان کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ اس فعل شنیع سے جہاں اسلام کا تقدس اور شریعت کا وقار مجروح ہو رہا ہے وہیں صاحب مزار کی روح اضطراب کی کروٹیں لے رہی ہے، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

> مزامیر جنہیں مٹانے کے لئے حضور پرنور سید عالم ﷺ تشریف لائے تھے (کما فی الحدیث) مطلقاً حرام ہے۔
>
> ایسی قوالی حرام ہے حاضرین سب گنہگار ہیں اور ان سب کا گناہ اس عرس کرنے والے اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ عرس کرنے

والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ اور قوالوں کے جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔

مزامیر یعنی آلات لہو ولعب بروجہ واجب بلاشبہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیاء و علماء دونوں فریق ہذا کے کلمات عالیہ میں مصرح ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے اور حضرت عُلیّہ سادات بہشت برائے سلسلہ عالیہ چشت رضی اللہ تعالیٰ عنہم ارضاہ عنا کی طرف نسبت محض باطل و افتراء ہے۔

حضرت سید فخر الدین رازی قدس سرہ کہ حضور سیدنا محبوب الٰہی سلطان الاولیاء نظام الحق والدنیا والدین محمد احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اجلۂ خلفاء سے ہیں جنہوں نے خاص عہد کرامت مہد حضور میں بلکہ خود بحکم والا مسئلہ سماع میں رسالہ ''کشف القناع عن اصول السماع'' تالیف فرمایا اپنے اسی رسالہ میں فرماتے ہیں:

''سمع بعض المغلوبين السماع مع المزامير فی غلبات الشوق و اما سماع مشائخنا رضی الله تعالٰی عنهم فبری عن هذه التهمة و هو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرة من كمال صنعته الله تعالٰی''

یعنی، بعض مغلوب الحال لوگوں نے اپنے غلبۂ شوق و حال میں سماع

مع مزامیر سنا اور ہمارے پیران طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سننا اس تہمت سے بری ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی جل وعلا سے خبر دیتے ہیں''۔

فوائد الفوائد شریف میں تصریح فرمائی ہے کہ ''مزامیر حرام است'' حضور ممدوح کے یہ ارشادات عالیہ ہمارے لئے سند کافی اور ان اہل ہوا وہوس مدعیان چشت پر حجت وافی۔

اب آیئے ذرا مجلس سماع میں قوالی سے متعلق سلسلۂ چشتیہ کے عظیم روحانی پیشوا عطائے رسول حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے محبوب مرید وخلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کا ایمان افروز واقعہ سماعت فرمایئے:

حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر مجلس سماع میں قوالی ہو رہی تھی حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں ہیں باہر ہی مجلس سماع میں تشریف فرما تھے، ایک صاحب صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گزارش کی مجلس میں تشریف لے چلئے، حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم جاننے والے ہو مواجۂ اقدس میں حاضر ہو اگر حضرت راضی ہوں میں ابھی چلتا ہوں، انہوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ ''ایں بدبختاں وقت مارا پریشان کردہ اند'' واپس آئے اور قبل اس کے عرض کریں فرمایا آپ نے دیکھا۔

خدارا انصاف سے بتایئے کہ محفل سماع میں قوالوں سے اس قدر حضرت نے اپنی ناراضگی اور پریشانی کا اظہار فرمایا تو پھر سماع مع مزامیر سے ان پاک ہستیوں کی روح کس

قدر بے چین ہوں گی لیکن براہو ان ہوا وہوس کے پجاریوں کا کہ اس قدر دلائل وشواہد کے باوجود سماع مزامیر کے جواز پر قائم رہنا اور اکابر سلسلۂ چشت کی طرف ان قبیح حرکتوں کی نسبت کر کے خالص بہتان اور ظلمات نفس کو فروغ ہی دینا تو ہے۔

مسلمان اسلامی روایات سے ہٹ کر شادیوں میں بڑے فخر کے ساتھ ناچ گانے، ڈھول باجے، آتش بازی اور پٹاخے کا اہتمام کرتے ہیں اور اس بے ہودہ رسم میں ہر خاص وعام مبتلا ہے کل تک جس چیز کا تصور کرنا بھی حرام تھا آج ان لغو رسموں کو بجا لانے میں مسلمان اپنی شان وعظمت سمجھتا ہے مگر اس بات سے بالکل بے خبر ہے کہ ان ناجائز رسموں کے پیچھے عیسائیت ویہودیت کی پوری مشنری لگی ہوئی ہے، کس طرح ان کے سینے سے جذبۂ حب رسول، مذہبی وقار، اسلامی روح اور شرعی رنگ وآہنگ کو فنا کر دیا جائے اور انہیں نئی روشنی اور مغربی تہذیب کا دیوانہ بنا دیا جائے۔

آج شادیوں میں جو غیر اسلامی کاموں کے لئے روپے کو خرچ کیا جا رہا ہے اس سے مذہبی تقدس تو مجروح ہوتا ہی ہے لیکن دوسری طرف اس سے تضیع مال اور اسراف سے مسلمانوں کی اقتصادی ومعاشی زندگی میں جو بحران ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، کاش کہ! سنجیدہ اور دانشور طبقہ ٹھنڈے دل سے اس اہم مسئلے پر غور وخوض کر کے کوئی ٹھوس اور مثبت اقدام کرتا اور اسلام کی روشنی میں کوئی اہم اصول کی بنیاد رکھتا جس سے قوم مسلم کا وہ سرمایہ جو غلط راہوں پر خرچ ہو رہا ہے اس کی صحیح روک تھام ہو سکے، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

یہ گانے باجے کہ ان بلاد میں معمول اور رائج ہیں بلاشبہ ممنوع وناجائز ہیں، خصوصاً وہ ملعون وناپاک رسم کہ بے تمیز احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود ملاعین بے بہود سے سیکھی، یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس کے حاضرین وحاضرات کو لچھے دار سنانا، سمدھیانہ کی عفیف پاکدامن عورتوں کو الفاظ زنا سے تعبیر کرنا کرانا، خصوصاً ان ملعون بے حیا رسم کا مجمع زنان میں ہونا، ان کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسنا، قہقہے اڑانا،

اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سنا کر بدلحاظ بے حیا بے غیرت خبیث، بے حمیت مردوں کو مشہدین کو جائز رکھنا۔ کبھی برائے نام لوگوں کے دکھاوے کو جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا مگر بندوبست قطعی نہ کرنا یہ شنیع گندی مردود رسم ہے جس پر صدہا لعنتیں اللہ عزوجل کی اترتی ہیں اس کے کرنے والے اس پر راضی ہونے والے اپنے یہاں اس کا کافی انسداد نہ کرنے والے سب فاجر و فاسق مرتکبِ کبائر مستحق غضب جبار و عذابِ نار ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے۔ آمین

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

جن شادیوں میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں شریک نہ ہوں، آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب برأت میں رائج ہے بے شک حرام اور پورا احرام ہے کہ اس میں تضیع مال، قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا۔ قال اللہ تعالیٰ

وَ لا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین و کان الشیطٰن لربہ کفورا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور فضول نہ اڑا بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ (کنزالایمان)

عوام الناس میں یہ توہم پرستی، غلط نظریات اور فاسد خیالات عام طور سے پائے جاتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید رہتے ہیں اور فلاں کے جسم پر فلاں بزرگ آئے ہیں اور ہر جمعرات کو اس درخت کے پاس جا کر شیرینی وغیرہ فاتحہ دلاتے ہیں، لوبان اگربتی سلگاتے اور ہار و پھول لٹکاتے ہیں، یعنی شہدائے کرام اور اولیاء اللہ کے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں

تو وہ درختوں اور انسانی جسموں کو اپنی اپنی پناہ گاہ بنانے لگے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ شہدائے عظام اور اولیائے فخام کی وہ پاکیزہ جماعت ہے جس کی رفعتِ شان اور عظمتِ مکان کی شہادت قرآن پیش کر رہا ہے اور ان کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا ان کی کھلی توہین اور گمراہی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ یوں ہی عورتیں شادی کے موقع سے مسجدوں میں جا کر طاق بھرتی ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

''یہ سب واہیات، خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطالات ہے ان کا ازالہ لازم ہے''۔

یہ سب رسوم جہالت و حماقت و ممنوعات بے ہودہ ہیں مگر بت پرستی اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے ہاں گنہگار و مبتدع ہیں۔

لوگوں میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ محرم الحرام اور صفر کے مہینے میں نکاح کرنا منع ہے اسی طرح ۳، ۱۳، ۲۳ اور ۸، ۱۸، ۲۸ کی تاریخوں اور پنج شنبہ (جمعرات) اور چہار شنبہ (بدھ) کے ایام میں شادیاں نہیں کرتے کیونکہ ان تاریخوں، مہینوں اور دنوں میں شادی مسرت کے بجائے کلفت کا پیام لاتی ہے، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

نکاح کسی مہینے میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے۔

یہ سب باطل اور بے اصل ہے۔

آج کچھ لوگ اپنے گھروں میں پیر کی تصویر سجا کر رکھتے ہیں اور ہر روز اس پر ہار پھول پیش کرتے ہیں، حضور سید عالم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

''لا تدخل الملائکۃ بیتاً فیہ کلب و صورۃ''

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا جاندار کی تصویر ہو''۔

مگر عقیدت کے بہاؤ میں انسان ہر وہ کام کر بیٹھتا ہے جو شریعت کی نظر میں ناجائز و حرام اور ناپسندیدہ و مردود ہے، امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں:

حضور سید عالم ﷺ نے ذی روح کی تصویر بنانا بنوانا اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں، اور ان کے دور کرنے اور مٹانے کا حکم دیا، حدیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں، یہاں چند مذکور ہوتی ہیں:

صحیحین ومسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"کل مصور فی النار یجعل اللہ له بکل صورة صَوَّرَها نفساً فتعذبه فی جهنم"

ہر مصور جہنم میں ہے اللہ تعالیٰ ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی تھی ایک مخلوق پیدا کرے گا کہ جو جہنم میں اسے عذاب کرے گی۔

انہیں میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"اِنَّ اَشَدَّ النَّاس عذاباً یوم القیامَةِ المصوِّرُوْنَ"

بے شک نہایت سخت عذاب روز قیامت تصویر بنانے والوں پر ہے۔

صحیحین وسنن نسائی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"ان الذین یصنعون هذه الصُّوَر یعذبون یوم القیامة یقال لهم اَحیُوا ما خَلقْتُم"

بے شک یہ جو تصویر بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کئے جائیں گے ان سے کہا جائے گا یہ صورتیں جو تم نے بنائی تھیں ان میں جان ڈالو۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عمر اور صحیح مسلم میں ام المؤمنین

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور نیز اسی میں حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اور مسند امام احمد میں بسند صحیح حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جبریل امین علیہ الصلوۃ والتسلیم نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کی:

اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَیْتًا فِیْهِ کَلْبٌ وَّ صُوْرَةٌ

ہم ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

کعبہ میں جو تصویریں تھیں حضور اقدس ﷺ نے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں مٹا دو، عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام چادریں اتار اتار کر امتثالِ حکمِ اقدس میں سرگرم ہوئے، زمزم شریف سے ڈول کے ڈول بھر کر آتے اور کعبہ کو اندر باہر سے دھویا جاتا، کپڑے بھگو بھگو کر تصویریں مٹائی جاتیں یہاں تک کہ وہ مشرکوں کے آثار سب دھو کر مٹا دیئے جب حضور اقدس ﷺ سے فرمایا کہ اب کوئی نشان باقی نہ رہا اس وقت اندر رونق افروز ہوئے اتفاق سے بعض تصاویر مثل تصویر ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کا نشان باقی رہ گیا تھا پھر نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف نہ دھلی تھی، حضور پرنور ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ڈول پانی منگا کر بنفس نفیس کپڑا اتار کر ان کے مٹانے میں شرکت فرمائی اور ارشاد فرمایا: اللہ کی مار ان تصویر بنانے والوں پر۔

قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام جو مخلوق میں سب سے افضل و اعلیٰ اور برتر و بالا ہیں مگر سرور عالم ﷺ نے ان کی تصویر کو کعبہ شریف سے مٹایا تو پھر پیروں کی تصویروں کو اپنے گھروں میں سجانا اور بطور تبرک رکھنا گمراہی نہیں تو اور کیا ہے،

پروردگارِ عالم ہر مسلمان کو ان غلط حرکتوں سے محفوظ رکھے۔

محرم الحرام کے موقع پر ملک کے اکثر حصوں میں تعزیہ بنایا جاتا ہے اور کہیں ہاتھی، گھوڑے اور اونٹ کی شکلیں بنائی جاتے ہیں، اور معاذ اللہ تصور کیا جاتا ہے اس میں امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر شریف ہے اس پر پھول، ہار، چادر وغیرہ ڈالتے ہیں۔ منتیں مانتے ہیں شیرینی، مالیدہ، شربت پر نیاز دلاتے ہیں، پیسہ اور لڈو لٹاتے ہیں، پھر دسویں محرم کو اس تعزیہ کو دفن کیا جاتا ہے، ان خرافات سے متعلق امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

> "تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ حضور شہزادۂ گلگوں قبا حُسین شہید ظُلم وجَفا صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بنیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہ ہر غیر جاندار کی بنانا رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کے معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال بنیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز جیسے صدہا سال سے طبقہ بہ طبقہ ائمہ دین علمائے معتمدین نعلین شریفین حضور سید الکونین ﷺ کے نقشے بنائے اور ان کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں جسے اشتباہ ہو امام علامہ تلمسانی کی فتح المعال وغیرہ مطالعہ کرے، مگر جہال بے خرد نے اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں اول تو نفس تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراشیں نئی گڑھت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق پھر کوچہ بکوچہ

دشت بہ دشت اشاعت غم کے لئے اس کا گشت اور ان کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازی کی شور افگنی کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے کوئی ان مایۂ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علیٰ جدہ وعلیہ الصلوۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا، منتیں مانتا ہے حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے باجے مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بے ہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرۂ محرم الحرام کو اگلی شریعتوں سے اس شریعتِ پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بے ہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا، پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا۔ ریا وتفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔ اب بہار عشرہ کے پھول کھلے تاشے باجے بجتے چلے طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسومِ جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے جنازے ہیں کچھ نوچ ناچ باقی توڑ تاڑ دفن کر دیئے یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم ووبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقۂ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثناء کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے۔ اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے

آمین۔ اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نا مرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و
ناجائز و حرام ہے ہاں اگر اہل اسلام صرف جائز طور پر حضرات
شہدائے کرام علیہم الرضوان المقام کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی
سعادت پر اقتصار کرتے تو اس قدر خوب ومحبوب تھا اور اگر نظر شوق و
محبت میں نقل روضۂ انور کی بھی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کہ
صحیح نقل بغرض تبرک وزیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم
اور تصنع الم ونوحہ زنی و ماتم و دیگر امور شنیعہ و بدعات قطعیہ سے بچتے
اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب ایسی نقل میں بھی اہل بدعت
سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی
اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے لہٰذا روضۂ
اقدس کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت
کرے اور اسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے۔

دوسری جگہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

تعزیہ رائجہ مجمع بدعات شنیعہ سیئہ ہے اس کا بنانا دیکھنا جائز نہیں اور
تعظیم وعقیدت سخت حرام و اشد بدعت۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ مسلمان
بھائیوں کو راہ حق کی ہدایت فرمائے، آمین

محرم الحرام کی مجلسوں میں غیر مستند کتابوں کے واقعات اور شہادت نامے پڑھے
جاتے ہیں اور ناخواندہ مقرر عوام خوش کرنے کے لئے من گھڑت روایات بیان کرتے ہیں،
مرثیہ پڑھا جاتا ہے، امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

شہادت نامے نظم یا نثر جو آج کل عوام میں رائج نہیں اکثر روایات
باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں ایسے بیان کا

پڑھنا سننا وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ
کہیں وہ مطلقاً حرام و ناجائز ہے خصوصاً جب کہ وہ بیان ایسے خرافات
کو متضمن ہو جس سے عوام کے عقائد میں زلل آئے کہ پھر تو اور بھی
زیادہ زہر قاتل ہے ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد غزالی
قدس سرہ وغیرہ ائمہ کرام نے حکم دیا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔

ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات
باطلہ پر مشتمل ہیں یو ہیں مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا گناہ و حرام
ہے حدیث میں ہے:

نھی رسول اللہ ﷺ عن المراثی

رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا۔

آج معاشرہ میں یہ عقیدہ جڑ پکڑ چکا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں تیترا لڑکا پیدا ہو تو لوگ
اسے نحوست سے تعبیر کرتے ہیں زحمت اور پریشانی کا باعث بتاتے ہیں اور اگر تیتری لڑکی
ہو تو اسے فال نیک اور بلند نصیب تصور کرتے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

یہ محض باطل، زنانے اوہام اور ہندوانہ خیالات شیطانیہ ہیں ان کی
پیروی حرام ہے۔

فلم سے معاشرے میں جہاں اخلاقی بے راہ روی اور بے شمار بداعمالیاں پیدا ہو
گئیں ہیں وہیں یہ لعنت بھی بری طرح گھر کر گئی ہے کہ مرد عورتوں کا لباس پہننے لگے ہیں اور
عورتیں مردوں سا لباس استعمال کرنے لگی ہیں، مردوں نے عورتوں کی طرح کاندھے سے
نیچے لمبے لمبے بال رکھنا شروع کر دیئے ہیں اور عورتیں مردوں کی طرح چھوٹے چھوٹے بال
رکھنے لگی ہیں اور المیہ یہ ہے کہ اس میں ہمارا مسلم معاشرہ بھی ملوث ہے اور اس بدچلنی، بے

حسی اور بداخلاقی کو ترقی اور نئی روشنی کا نام دیا جاتا ہے مگر سچ بتایئے یہ ترقی ہے یا تنزلی، یہ روشنی ہے یا تاریکی آیئے پڑھئے امام احمد رضا کیا فرماتے ہیں:

حرام ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء و التشبھات من النساء بالرِّجال

اللہ کی لعنت ان مردوں پر کہ کسی بات میں عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر کہ مردوں سے۔

ایک عورت مردوں کی طرح کمان کاندھے پر لٹکائے جاتی تھی اسے دیکھ کر یہ فرمایا۔ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت مردانہ خود پہنتی ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اس عورت پر کہ کوئی وضع مردانی اختیار کرے، کمان اجزائے بدن نہیں جب ان میں مشابہت پر لعنت فرمائی تو بال اجزائے بدن ہیں ان میں مشابہت کس درجہ سخت تر ہوگئی، لہٰذا عورت کو حرام ہے کہ اپنے بال تراشے کہ اس میں مردوں سے مشابہت ہے یو ہیں مردوں کو حرام ہے کہ اپنے بال عورتوں کی طرح بڑھائیں اور وجہ دونوں جگہ وہی مشابہت ہے کہ حرام وموجب لعنت ہے۔

آج کا مسلمان فیشن پرستی میں اس قدر اندھا ہو چکا ہے کہ اپنے مذہبی شعار کو خود اپنے ہاتھوں دفن کر رہا ہے، داڑھی اسلام کا شعار اور نبی محترم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت جلیلہ وعادت کریمہ تھی مگر مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اس سنت سے محروم نظر آ رہا ہے، مگر یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ ہم اپنے مذہبی شعار سے گریزاں ہیں اور غیروں کی تہذیب کو اپنی زندگی میں داخل کر کے ہی فخر وانبساط اور مسرت وشادمانی

محسوس کرتے ہیں، امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

داڑھی حد مقرر شرع سے کم نہ کرانا واجب اور حضور سید عالم ﷺ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت دائمی اور اہل اسلام کے شعائر سے ہے اور اس کا خلاف ممنوع وحرام اور کفار کا شعار۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

عشر من الفطرة قص الشارب و اعف باللحية الحدیث

یعنی دس چیزیں سنت قدیم انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہیں ان میں سے مونچھیں کم کرانا اور داڑھی حد شرع تک چھوڑ دینا رواہ مسلم۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح میں فرماتے ہیں حلق کردن لحیہ حرام است۔ اور حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

خالفوا المشركين و اوفوا اللحى و اعفوا الشوارب

مشرکین سے مخالفت کرو داڑھیاں پوری اور مونچھیں کم کردو۔

اور بعض احادیث میں وارد مونچھیں کم کراؤ اور داڑھیاں چھوڑ دو اور مجوسی کی شکل نہ بناؤ۔ سنت سنیہ رسول اللہ ﷺ کو ترک اور مشرکین اور مجوس کی رسم اختیار کرنا مسلمان کامل کا کام نہیں علاوہ بریں اس میں تغیر خلقت خدا بطریق ممنوع ہے۔

آج بعض ناعاقبت اندیش یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ داڑھی رکھ کر بھی بہت سے لوگ جھوٹ بولتے ہیں، غلط کام کرتے ہیں اور نماز روزے سے کوسوں دور ہیں تو پھر ایسی داڑھی رکھنے سے کیا فائدہ! اس سے تو بہتر ہے کہ اس کا ظاہر خلاف سنت ہے اور باطن آراستہ ہو اور نماز وروزہ کی پابندی کرتا ہو۔ امام احمد رضا قدس سرہ یہ فرماتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ اصلاح باطن آرائش ظاہر سے اہم تر مگر اس کے ساتھ افساد ظاہر وارتکاب محرمات وممنوعات کی کس نے اجازت دی۔

تعمیل حکم شرع و اتباع سنت شارع کہ داڑھی بڑھانے اور نیچی رکھنے
میں پائی جاتی ہے وہ اپنے دعوے میں ہی جھوٹا ہے کہ باطن میرا آراستہ
ہے اگر فی الواقع باطن اس کا زیور صلاح سے مزین اور بحکم خدا و رسول
منقاد ہوتا تو اتباع سنت چھوڑ کر شعار کفر و شرک و بدعت کی پیروی پسند
نہ کرتا اور حکم شرع سن کر سر جھکاتا اپنے فعل شنیع پر مصر نہ ہوتا۔

آج کثرت سے لوگ اپنی داڑھی اور بالوں کو سیاہ کرنے کے لئے کالا خضاب استعمال کرتے ہیں اور اس خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ خضاب لگانے سے خوبرو اور جوان نظر آتا ہوں مگر شاید وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ چہرے کی شکنیں ان کی کہولت و بڑھاپے کا اعلان کر رہی ہیں، آیئے ذرا امام احمد رضا قدس سرہ کی تحریر پر تنویر کا مطالعہ کیجئے:

صحیح مذہب میں سیاہ خضاب حالت جہاد کے سوا مطلقاً حرام ہے جس
کی حرمت پر احادیث صحیحہ و معتبرہ ناطق۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی
خالص سپید دیکھ کر ارشاد فرمایا: غیّروا ھذا بشیءٍ و اجتنبوا
السواد۔ اس سپیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ رنگ سے بچو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

غیروا الشیب و لا تقربوا السواد

سپیدی تبدیل کرو اور سیاہ رنگ کے پاس نہ جاؤ۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حضور والا ﷺ فرماتے ہیں:

**یکون قومٌ فی آخر الزمان یخضبون بھذا السواد
کحواصل الحمام لا یجدون رائحۃ الجنۃ**

آخر زمانے میں کچھ لوگ سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کے
پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے۔

جنگلی کبوتروں کے سینے اکثر سیاہ و نیلگوں ہوتے ہیں نبی ﷺ نے ان
کے بالوں اور داڑھیوں کو ان سے تشبیہ دی، ابن سعد عامر رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ مرسلاً راوی سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لا ینظر الی من یخضِبُ بالسَّوَادِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر رحمت نہ
فرمائے گا۔

نیز کبیر طبرانی میں بسند حسن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے ہے حضور پُر نور ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ مَثَل بالشَّعر فلَیس لَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ خلاقٌ

جو بالوں کی ہیئت بگاڑے اللہ کے یہاں اس کے لئے کچھ حصہ نہیں۔

علماء فرماتے ہیں ہیئات بگاڑنا یہ کہ داڑھی مونڈھے یا سیاہ خضاب
کرے۔ ابن سعد طبقات میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

نھی رسول اللہ ﷺ عن الخضاب بالسواد

رسول اللہ ﷺ نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا۔

افسوس کہ ذرا سے نفسانی شوق کے لئے آدمی ایسی سختیوں کو گوارا
کرے، جمہور ائمہ اعلام کے نزدیک سیاہ خضاب منع ہے علماء جب
کراہت مطلق بولتے ہیں تو اس سے کراہت تحریم مراد لیتے ہیں جس
کا مرتکب گناہگار و مستحق عذاب نار ہے۔

اس توَہّم پرستی کے دور میں جہاں بہت سے غلط افکار نے فروغ پایا انہیں میں ایک

یہ بھی ہے کہ کچھ لوگ کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھلا کر اپنے اچھے برے کی تقدیر کو دریافت کرتے ہیں اور اس مرض میں عورتیں زیادہ مبتلا ہیں، دیکھئے اما احمد رضا قدس سرہ کیا تحریر فرماتے ہیں:

کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا بُرا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفرِ خالص ہے اسی کو حدیث میں فرمایا:

فقد کفر بما نزل علی محمد ﷺ

اور اگر بطور اعتقاد فیض نہ ہو مگر میل و رغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے اس کو حدیث میں فرمایا:

لم یقبل اللّٰہ لہ صلاۃ اربعین صباحاً

اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔

اور اگر بطور ہزل و استہزاء تو عبث و مکروہ و حماقت ہے، ہاں اگر بغرضِ تعجیز ہو تو حرج نہیں۔

آج کچھ لوگ عقیدت میں مزارات کو سجدہ کرتے ہیں اور اسلام کے اس اصول سے بے خبر ہیں کہ ہماری شریعت نے غیر اللہ کے لئے سجدہ عبادت کو کفر و شرک اور سجدۂ تعظیمی کو حرام قرار دیا ہے، اسی سلسلہ میں امام احمد رضا نے الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیۃ کے نام سے ایک جامع اور مبسوط رسالہ تحریر فرمایا جس میں متعدد آیات قرآنی، چالیس احادیث مقدسہ اور تقریباً ڈیڑھ سو نصوص فقیہہ سے ثابت فرمایا کہ عبادت کی نیت سے غیر اللہ کو سجدہ کرنا شرک و کفر ہے اور تعظیم کی نیت سے حرام۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

مسلمان! اے مسلمان! اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان! جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہ کے سوا کسی کے لئے

نہیں۔ اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین ہے اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین۔ اور اس کے کفر ہونے میں اختلاف علماء دین، ایک جماعت فقہاء سے تکفیر منقول اور عند التحقیق کفر صوری پر محمول۔

صحابہ کرام نے حضور سے سجدۂ تحیت کی اجازت چاہی اس پر ارشاد ہوا کیا تمہیں کفر کا حکم دیں۔ معلوم ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسی قبیح چیز ایسا سخت حرام ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا جب خود حضور اقدس ﷺ کے لئے سجدۂ تحیت کا ایسا حکم پھر اوروں کا کیا ذکر۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے چالیس احادیث سے سجدۂ تحیت کے حرام ہونے کا ثبوت فراہم فرمایا ہے یہاں پر صرف تین احادیث نقل کرتا ہوں:

قال جاء ت امرأة الی رسول الہ ﷺ فقالت یا رسول الله اخبرنی ما حق الزوج علی الزوجة قال لو کان ینبغی لبشر ان یسجد لبشر لأمرت المراة ان تسجد لزوجها اذا دخل علیها لما فضله الله علیها

ایک عورت نے بارگاہِ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! شوہر کا عورت پر کیا حق ہے؟ فرمایا: اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو فرماتا کہ جب شوہر گھر میں آئے اسے سجدہ کرے اس فضیلت کے سبب جو اللہ نے اس پر رکھی۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کی:

دخل النبی ﷺ حائطًا فجاء بعیرٌ فسجد له فقالوا هذه

بهيمة لا تعقل سجدت لک و نحن نعقل فنحن احق ان نسجدَ لک فقال ﷺ لا يصلح لبشر ان يسجد لبشر لو صلح لأمرت المرأة اَنْ تسجُدَ لزوجها لما له من الحق عليها

حضور اقدس ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک اونٹ نے حاضر ہو کر حضور کو سجدہ کیا، صحابہ نے عرض کی یہ بے عقل چوپایہ ہے اس نے حضور کو سجدہ کیا ہم تو عقل رکھتے ہیں ہمیں زیادہ لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو لائق نہیں کہ آدمی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اس حق کے سبب جو اس کا اس پر ہے۔

انس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے:

قال دخل النبی ﷺ حائطًا للانصار و معه ابو بکر و عمر فی رجالٍ من الانصار فی الحائط غَنَمٌ فسجدن له فقال ابو بکرٍ یا رسول الله کُنَّا نحن اَحقُّ بالسجودِ لَکَ من هذه الغنم قال اِنَّهٗ لا ینبغی فی اُمَّتی ان یسجد اَحَدٌ لاحدٍ و لو کان ینبغی اَنْ یَسْجُدَ اَحَدٌ لِاَحدٍ لَاَمَرْتُ الْمَراة اَنْ تَسْجُدَ لِزَوجِهَا

حضور انور ﷺ انصار کے ایک باغ میں تشریف فرمائے صدیق و فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمرکاب تھے باغ میں بکریاں تھیں انہوں نے حضور کو سجدہ کیا صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! ان بکریوں سے زیادہ ہم حقدار ہیں اس کے کہ حضور کو سجدہ کریں، فرمایا: بے شک میری امت میں نہ چاہئیے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو شوہر کے سجدہ کا حکم فرماتا۔

قبروں پر چراغ بتی جلانا ایک عام بات ہو چکی ہے بلکہ کچھ لوگوں نے اسے ضرورت میں شامل کر لیا ہے امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

قبروں کی طرف شمع لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

اصل یہ ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

انما الاعمال بالنیات

اور جو کام دینی فائدے اور دنیاوی نفع جائز سے خالی ہو عبث ہے اور عبث مکروہ ہے اس میں مال صرف کرنا اِسراف ہے اور اسراف حرام ہے قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ﴾

یونہی لوبان اور اگر بتی کے سلسلہ میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

عود، لوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز کرنا چاہئے اگرچہ کسی برتن میں ہو اور قریب قبر سلگانا بلکہ یوں کہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے۔ اسراف اور اضاعت مال۔ میت صالح اس غوغے سے سبب جو اس قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نسیمیں، بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں دنیا کے اگر بتی لوبان سے غنی ہے۔

آج کچھ ناخواندہ حضرات اور علم شریعت اور طریقت سے ناآشنا سجادگان کو یہ دیکھا گیا کہ وہ مزارات کا طواف کرتے ہیں اور اپنی اندھی عقیدت کا سہارا لے کر وہ سب کچھ کر گزرتے ہیں جس کی شریعت قطعی اجازت نہیں دیتی۔ امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطّواف مخصوص بہ خانہ کعبہ ہے مزار کو بوسہ نہ دینا چاہئے، علماء اس میں مختلف

ہیں اور بہتر بچنا اور اسی میں ادب زیادہ ہے، آستانہ بوسی میں حرج
نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اس میں شریعت میں ممانعت
نہیں آئی اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا منع نہیں ہوسکتی۔

آج کل اکثر لوگ حضور سید عالم ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ صلعم یا ع یا ص یا
صلل لکھ دیتے ہیں۔ اور یہ بدعت شنیعہ وہابیوں سے شروع ہوئی ہے اور اب اس مرض میں
سنّی حضرات بھی مبتلا ہیں۔

صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے نام پاک کے ساتھ تحریراً یا
تقریراً درود شریف لکھنا مومن کے لئے ضروری ہے۔ بخل، کنجوسی، حسد، وقت اور کاغذ کی
بچت کی وجہ سے درود شریف کے بجائے مہمل اشارات پر عمل کرنا خارجیوں کا طریقہ کار
ہے۔ سب سے پہلے اس کی ابتداء بنواُمیّہ کے زمانے میں ہوئی۔ نجدیہ نے اسے اپنایا اور
وہابیہ نے اسے پروان چڑھایا اور یہ ناپاک حرکت آج بھی ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔

درود شریف جو ایک نہایت پاکیزہ اور جامع دعائیہ کلمہ ہے اور وہ زبان و دہن کس
قدر مقدس ہیں جن سے درود شریف کا ورد ہوتا ہے اور اس پاکیزہ لب کو کیا کہیے جس کو ملائکہ
اپنے نوری پَروں سے مس کرتے ہیں اور خوش ہو کر چوم لیتے ہیں ایک مومن کے لئے اس
سے بڑھ کر معراج زندگی اور کیا ہوسکتی ہے کہ جب بھی سردار مدینہ سرور قلب وسینہ ﷺ کا
نام نامی آئے تو قلب و زبان سے درود شریف کے نغمے ابلنے لگیں۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

سب سے پہلے جس شخص نے درود پاک کا کلمہ مہمل میں لکھا تھا اس کا
ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا قانونِ قدرت بھی یہی تھا کہ جو چور مال کی چوری
کرتا ہے اس کے متعلق قرآن حکیم کا یہ فیصلہ ہے:

﴿فَاقْطَعُوْآ اَیْدِیَهُمَا﴾

کاٹ دو ان کے ہاتھ۔

اور اس بدنصیب نے مال تو نہیں مال سے قیمتی چیز عظمتِ مصطفیٰ ﷺ
کی چوری کرنے کی کوشش کی تو پروردگار عالم کے نزدیک مال کی
چوری سے عظمت ﷺ کی چوری کی سزا سخت سے سخت تر ہے:

قُطِعَ ذریَّتُهٗ و لَمْ یبق منهم احداً

اس کی نسل ہی ختم کر دی گئی۔

امام محی الدین علیہ الرحمہ کتاب الاذکار میں لکھتے ہیں:

یکره الزمر بالصلوٰة و الترقم بالکتابة بل یکتب بکماله و لا
لیسام منه الاّ حرم خطاً عظیماً

درود شریف کو اشاروں کنایوں سے لکھنا مکروہ تحریمہ ہے بلکہ پورا درود
شریف لکھے کلمۂ مہمل سے درود شریف لکھنا حرام، گناہ عظیم ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

(تحفۃ الصلوٰۃ الی النبی المختار، ص ۶۲۔۶۳)

اب آیئے امام احمد رضا قدس سرہ کی تحریر پرتنویر سے دل و نگاہ کو تازگی بخشتے ہیں:

درود شریف کی جگہ جو عوام و جہال صلعم یا ع یا م یا ع یا ص یا صللم لکھا
کرتے ہیں محض مہمل و جہالت ہے القلم احدی اللسانین جیسے زبان
سے درود شریف کے عوض یہ مہمل کلمات کہنا درود کو ادا نہ کرے گا یوں
ہی ان مہملات کا لکھنا درود لکھنے کا کام نہ دے گا ایسی کوتاہ قلمی سخت
محرومی ہے، میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں ایسے لوگ ''فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ
ظَلَمُوْا قَوْلاً غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ ''میں نہ داخل ہوں، نام پاک
کے ساتھ ہمیشہ پورا درود لکھا جائے ﷺ۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆